ادبیات

غزل

(جناب الم مظفرنگری)

گلشن کے اشارے کیا جانے گفتارِ بیاباں کیا سمجھے
پیغام زبانِ فطرت کو بیگانۂ عرفاں کیا سمجھے

کیا سوچ کے موسیٰ عمراں جلوے کا تقاضا کر بیٹھے
نیرنگیٔ جلوۂ عرفاں کو ہر دیدۂ حیراں کیا سمجھے

دامن میں بہاروں کے اب بھی ہر لمحہ بگولے رقصاں ہیں
گلشن بھی بیاباں تھا اک دن یہ رازِ گلستاں کیا سمجھے

پوچھو نہ گذرتی ہیں کیونکر دیوانۂ گیسو کی راتیں
دل رہتا ہے کس الجھن میں وہ زلفِ پریشاں کیا سمجھے

جوشش کے سرِ لوحِ ہستی آزاد فنا ہو جاتا ہے
اس نقشِ وفا کے رتبے کو نیرنگیٔ دوراں کیا سمجھے

آگاہ دو عالم بھی ہے وہ نا واقفِ یک ذرہ بھی ہے
کیا کیا ہیں مقاماتِ انساں یہ بات ہر انساں کیا سمجھے

کہنے کیلئے تو کہتے ہیں وہ دور بھی ہے نزدیک بھی ہے
آنا تو بتا دیں اہلِ نظر مفہوم رگِ ج[illegible]

سرگرم سفر رہتا ہے وہ منزل کی طرف اپنی دھن میں
کون اُنکی صدا کو کرتا ہے پُرکیف صدی [illegible]

اک جنبشِ پیہم ہے جس کی ہستیٔ محبت قائم ہے
تو چارہ گرِ بیمارِ وفا اُس درد کا در[illegible] سے

[illegible]ت کے جس میں ہیں داغ ہزاروں پوشیدہ
اِس چاکِ جگر کی وسعت کو یہ چاک گری[illegible]

یہ بھی نہ ہوا تاریکی میں جگنو ہی اُجالا کر دیتے
غربت میں کسی پر کیا گذری یہ شامِ غریباں کیا سمجھے

ساحل پہ وہی کشتی پہنچی جو گھر کے بھنور میں ڈوبی تھی
اِس بھید کو دریا کیا جانے اِس راز کو طوفاں کیا سمجھے

پیغامِ چمن بننے کے لئے ہمرازِ صبا ہو جانا کیا
معراجِ سفر اور آگے ہے خوشبوئے گلستاں کیا سمجھے

دیکھا نہ گدازِ غم کو الم اہلِ عشرت نے محفل میں
کیا گذری ہے پروانوں پہ یہ شمعِ فروزاں کیا سمجھے